عہد نبوی کا نظام تعلیم: ایک تحقیقی جائزہ

Education System of the Prophetic age : A Research review

1. Dr. Mufti Hafiz Jahanzeb Rana	**2. Rukhsar Ahmad**
Assistant Professor Islamic Studies Isra University Hyderabad Sindh	Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies University of Gujrat
Email:jahanzaib.rana@isra.edu.pk	**Email**: rukhsarahmad765@gmail.com

To cite this article:

Dr. Mufti Hafiz Jahanzeb Rana , Rukhsar Ahmad(2021)Urdu

عہد نبوی کا نظام تعلیم: ایک تحقیقی جائزہ

Education System of the Prophetic age : A Research review *Albahis: Journal of Islamic Sciences Research*, *1*(2), 1–13. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

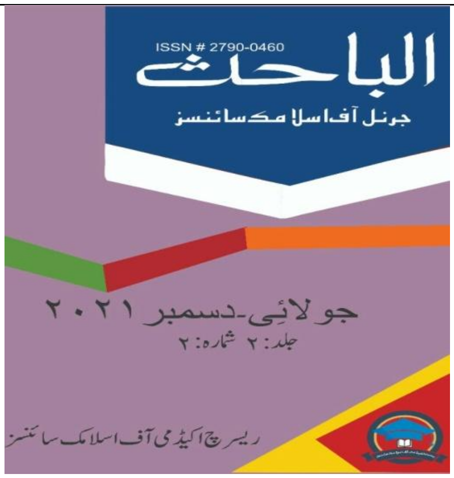

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

عہد نبوی کا نظام تعلیم (ایک تحقیقی جائزہ)

Education System of the Prophetic age (A Research review)

Abstract:
God's Prophet is a teacher. he has a book. He teaches human beings and trains them. He is more moral. He fears Allah. The teacher has a high position in Islam. One of the duties of a Prophet’s is to teach human beings.
The Prophet Muhammad (سلام علیک) has also commanded to acquire knowledge and to teach others. During the Battle of Badr, prisoners of war were released on the condition that they educate the children of Medina.
Because of this evidence, we can say that there was a special arrangement of education in the time of the Prophet.
In this society, getting education was considered as an essential component.
In this article, we have shed light on the education system of the Prophet's time and tried to prove the education system of the Prophet's time.

Keywords: Prophet , Book, Teacher, Education System, Society, Medina, Human

کلیدی الفاظ: نبی کتاب، استاد، نظام تعلیم، معاشرہ ، مدینہ، انسان

تعارف

اللہ کا نبی معلم ہوتا ہے۔ اس کے پاس کتاب ہوتی ہے۔ وہ انسانوں کو تعلیم دیتا ہے اور ان کی تربیت کرتا ہے۔ وہ با اخلاق ہوتا ہے۔ اللہ کا خوف رکھتا ہے ۔اسلام میں معلم کا ایک بلند مقام ہے۔ منصب نبوّت کا ایک فرض یہ ہے وہ انسانوں کو تعلیم دے۔ اللہ کے رسول محمد سلام علیہ نے بھی علم حاصل کرنے اور دوسروں کو تعلیم دینے کا حکم دیا ہے۔ جنگ بدر میں قیدیوں کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ مدینہ کے بچوں کو تعلیم دیں۔ ان ثبوت کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ عہد نبوی میں تعلیم کا ایک خصوصی انتظام تھا۔ اس معاشرے میں تعلیم حاصل کرنے کو ایک لازمی جز سمجھا جاتا تھا۔ ہم نے اس مضمون میں عہد نبوی کے نظام تعلیم پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

اسلام ایسا نظام تعلیم قائم کرنا چاہتا ہے جو انسانوں کو دنیا اور آخرت، دونوں کے بارے میں صحیح تعلیم دے تاکہ ان کی شخصیت کی تعمیر ہو سکے۔ جب ہم عہد نبوی کے نظام تعلیم کے مقاصد پر غور کرتے ہیں تو یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ اسلام نظام تعلیم کے ذریعے ایسے افراد تیار کرنا چاہتا ہے، جو اپنے مقصدِ حیات سے آگاہ ہو اور اس کو اللہ رب العٰلمین کے احکامات کے مطابق ایک فعال اور باعزم زندگی بسر کریں اور ساتھ ہی ساتھ ان کی آخرت بھی اچھی ہو جائے۔ ایسی شخصی تعمیر اسی وقت ممکن ہے جب تعلیم کے مفہوم میں کردار سازی پر مبنی تربیت بھی کی جائے جو ہمیں عہد نبوی کے نظم تعلیم میں نمایاں نظر آتی ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے تعلیمی اداروں میں تعلیم تو دی جاتی ہے لیکن ان کی تربیت کر کے انہیں ایک اچھا انسان نہیں بنایا جاتا۔

اہمیت

اسلام نے تعلیم کی اہمیت پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ اسلام تعلیم کا مکمل نظام مہیا کرتا ہے جس کا آغاز "اقراء" سے ہوا ہے۔ اس سے تعلیم کی اہمیت کا اندازہ باخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ آیت مذکورہ میں پڑھنے لکھنے کی بات کی گئی اور قلم کو تعلیم کے لیے لازمی جز قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بقول اس میں اللہ کے رسول (سلام علیک) کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے پہلے اللہ کا حکم آتا ہے۔ اور پھر پڑھنے کی ضرورت واہمیت بیان کر دی جاتی ہے کہ قلم وہ زریعہ ہے جو انسانی تہذیب و تمدن کا ضامن ہے۔ اس کے ذریعے انسان وہ سیکھتا ہے جو اسے معلوم نہیں ہوتی۔[1]

اللہ رب العٰلمین کا ارشاد ہے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔[2] "پڑھو نام لے کر اپنے رب کا جس نے تخلیق کیا، جس نے انسان کو خون سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب کریم ہے، جس نے علم سکھایا قلم کے ذریعے سے، اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کا نبی معلم ہوتا ہے۔ صاحب علم ہوتا ہے۔ اس کے پاس کتاب ہوتی ہے۔ جو وحی کے ذریعہ انسانوں کو تعلیم دیتا ہے اور ان کی تربیت کرتا ہے۔ نیز یہ کہ وہ با اخلاق اور باکردار ہوتا ہے۔ اللہ کا خوف رکھتا ہے صاحب تقویٰ ہوتا ہے۔ ان آیات سے معلم کے بلند مقام کی وضاحت ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ مناصب رسالت میں ایک فریضہ یہ کہ نبی اللہ کے حکم سے اللہ کی کتاب کے زریعے انسانوں کو تعلیم دیتا ہے اور ان کے قلوب وذہن کو پاک فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ :[3] "اور یہ (نبی) انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔"

ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول محمد سلام علیہ لوگوں کو تعلیم دیتے تھے۔ اللہ کے رسول محمد سلام علیہ کے ارشادات سے بھی علم حاصل کرنے اور دوسروں کو تعلیم دینے کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جنگ بدر میں قیدیوں کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ مدینہ کے بچوں کو تعلیم دیں۔ اس لیے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ عہد نبوی سلام علیہ میں تعلیم کا ایک خصوصی انتظام تھا اور معاشرے میں اس کو ایک لازمی جز سمجھا جاتا تھا

---

[1]. محمد حمید اللہ، اسلامی ریاست، (لاہور، فیصل ناشران وتاجرانِ کتب، جنوری 2005ء)، ص 110

[2]. القرآن 96: 1 تا 5

[3]. القرآن 2:129

اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء ہی سے لوگوں میں شعور بیدار کرنے کے لیے سب سے پہلا کام کیاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل تھا۔یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب قبائل میں صادق اور امین کے القاب سے پہچانے جاتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی سورۃ علق کی ابتدائی پانچ آیات پر مشتمل تھی۔جو کہ علم کے متعلق ہی تھی۔

مکی دور میں تعلیم:

اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ نے باحیثیت نبی، تعلیم باللسان کا آغاز اپنے گھر، پھر رشتے دار اور قریبی ساتھیوں سے کیا۔اس کا دورانیہ چار سال بیان کیا گیا ہے۔جس میں آپ ﷺ خفیہ طور پر قرآنی تعلیم دیتے رہے۔ اعلان نبوت کے چار سال بعد کوہ صفا سے آپ سلام علیہ نے باحیثیت نبی، تعلیم و تبلیغ کا آغاز فرمایا۔آپ ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد مکے کی بارہ سالہ زندگی میں ایسے نامساعد حالات میں تعلیم کا خصوصی اہتمام مکہ مکرمہ میں کیا تھا۔یہ دور اسلام کی کے قریب ارقم کوہ صفا میں تبلیغ کا نازک اور مشکل عہد تھا جس میں رسول کریم سلام علیہ نے اپنے صحابہ کی معیت میں گزارا۔ مکہ مکرمہ آپ سلام علیہ نے سن نبوی 5 مخزومی کا گھر تھا جس کو پہلا اسلامی مدرسہ قرار دیا گیا ہے، جسے دار ارقم کے نام سے جانا جاتا ہے۔جس کو بن ابی الارقم میں مؤمنوں کی اجتماعی تعلیم کا مرکز بنایا تھا۔[4]

حضرت بنتِ خطاب، سیدنا عمر کی بہن ہیں، جنہوں نے ابتدائی دور میں ہی اپنے خاوند سعید بن زید رضی اللہ عنہ سمیت اسلام قبول کر لیا۔یہ دونوں میاں بیوی اپنے گھر میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ: **وعندھما خباب بن الارت معه صحيفة فيها طٰهٰ يقرئهما اِياها۔**[5] " ان دونوں کے پاس خباب بن الارت جن کے پاس ایک صحیفہ تھا۔جس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔وہ ان دونوں کو پڑھا رہے تھے۔"

7سن نبوی سے سن 10 نبوی، تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ساتھ شعب ابی طالب محصور رہے وہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو انصار کے ساتھ مدینہ روانہ کیا تھا: **فلما انصرف عنه القوم بعث رسول الله معهم مصعب بن عمير وامره ان يقرئهم القرآن ويعلّمهم الاسلام ويفقّههم فی الدّين فكان يسمی المقری بالمدينة معصب وكان منزله علی اسعد بن زرارہ بن عدس ابی امامة۔**[6]

"جب انصار بیعت کر کے واپس آئے تو اللہ کے رسول سلام علیہ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو کو روانہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ وہاں لوگوں کو قرآن سکھائیں اور ان میں دین کی بصیرت اور سمجھ بوجھ پیدا کریں ، اس لیے مصعب بن عمیر مدینہ میں، معلم مدینہ کے لقب سے معروف ہو گئے تھے۔اوران کا قیام اسعد بن زارہ کے گھر میں تھا۔"

---

4 . مبارکپوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، (لاہور، مکتبہ السّلفیہ، سن ندارد) ، ص 130

5 . ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، اسلام عمر بن خطاب (بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1995ء) ، جلد اول، ص 382

6 . ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، العصبۃ الاولیٰ و مصعب بن عمیر، (بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1995ء) ، جلد دوم، ص 47-48

مکی دور میں تعلیمِ قرآن کا ایک اہم عنصر یہ بھی پیش، نظر رہا کہ اس تعلیم کو مکہ معظمہ سے نکل کر دوسرے علاقوں میں بھی پیش کیا جائے۔یہی وجہ ہے کہ اسلام امّ القریٰ میں محدود نہ رہا بلکہ وہ بہت جلد پورے عربستان میں پھیل گیا۔اور دور دور تک اسلام کے چرچے ہونے لگے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بقول اسلام سے پہلے مکہ میں عورتیں بھی لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔چنانچہ شفاء بنت عبداللہ جو حضرت عمر کی عزیز تھیں۔ان کو لکھنا پڑھنا آتا تھا۔اوراس فن اور قابلیت کی وجہ سے جب وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں تو ابن حجر کی روایت کے مطابق،اللہ کے رسول سلام علیہ نے انہیں مدینہ کے ایک بازار میں ایک عہدہ پر فائز فرمادیا۔ چوں کہ وہ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔اس لیے ان کے سپرد کوئی ایسا ہی کام کیا گیا ہوگا جس کا تعلق لکھنے پڑھنے سے ہو۔[7]

مدنی دور میں تعلیم:

جناب اللہ کے رسول سلام علیہ کے ہجرت فرمانے سے قبل ہی گھروں میں تعلیمی مراکز قائم ہوگئے تھے۔آپ سلام علیہ نے ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں حضرت مصعب ابن عمیر کو روانہ فرمایا انہوں نے سعد ابن زرارہ کے مکان پر تعلیم کا باقاعدہ سلسلہ جاری کر دیا تھا۔رسول مکرم سلام علیہ کے مدینہ تشریف لانے کے وقت قصبہ قبا میں جہاں پہلے سے تعلیم کا انتظام تھا وہاں قبا مسجد کی تعمیر فرمائی۔اس کے بعد مدینہ پہنچے تو مسجد نبوی کی بنا رکھی گئی اور ساتھ ہی ایک وسیع چبوترہ پر تعلم دینے کا انتظام کیا۔جسے صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اور یہاں تعلیم حاصل کرنے والوں کو اصحابِ صفہ کہتے ہیں۔اس میں وہ لوگ تعلیم حاصل کرتے تھے جو علائقہ دنیوی سے بے نیاز تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو دینی تعلیم و تربیت کے لیے وقف کر رکھا تھا۔یہاں تعلیم حاصل کرنے والے اصحاب کی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے۔یہی کے فاضلین تعلیمی خدمات کے لیے دوسرے مقامات پر بھیجے جاتے تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول: یہ ایک سچائی ہے کہ صفہ میں تعلیم حاصل کرنے والے دو طرح کے تھے۔ کچھ تو وہ تھے جو مقامی تھے اور درس کے بعد چلے جاتے تھے۔لیکن وہ تھے جن کا گھر نہیں تھا۔اور وہ رات بھی وہیں قیام کرتے تھے ان کی تعداد کم زیادہ ہوتی رہتی تھی۔ان طالب علموں میں ایک حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ بھی تھے۔[8]

پروفیسر قاری محمد اقبال کے بقول "اصحاب صفہ میں سے کچھ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے خود ہی تگ ودو کرتے تھے۔پھر مسلمان اہل ثروت ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دل کھول کر عطیات و وظائف دیتے تھے اور محمد ﷺ خود ان کی ضروریات پوری کرتے۔بلکہ جب تک ان کے کھانے کا بندوبست نہ ہو جاتا ،آپ ﷺ کھانا تناول نہ فرماتے۔یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی پوری تاریخ میں تعلیم ہمیشہ مفت رہی ہے۔" [9]

طریقہ تعلیم:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تعلیم اس طرح کا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرمی سے بات کرتے نہ آواز اتنی تیز ہوتی کہ کانوں کو تکلیف پہنچے اور نہ اتنی دھیمی کہ بات سمجھ نہ آئے الفاظ کی ادائیگی نہایت شگفتہ اس اسلوب کے سبب دیہاتی اور مضافاتی علاقوں کے رہنے والے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو جاتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تعلیم یہ تھا کہ آپ بات کو ٹھہر ٹھہر کر اس انداز میں بیان فرماتے کہ سننے والوں کے دل وذہن میں بیٹھ جائے،

---

[7]. محمد حمید اللہ،اسلامی ریاست،ص 114

[8]. ایضاً،ص 118

[9]. محمد اقبال ،مقالات اسلامیہ،(فیصل آباد،شائع کردہ:انجمن نوجوانان اسلام ،2005ء) ،ص 140

یاد کرنے والے یاد کر لیں اور لکھنے والے لکھ لیں۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: انه كان اذا تكلم بكلمة اعاها ثلاثا حتى تفهم عنه، و اذا أتى على قوم فسلم عليهم ثلاثا۔[10] "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کرتے تو اس کو تین بار کہتے تھے تاکہ سمجھ لی جائے اور جب کسی جماعت کے پاس جاتے تو ان کو تین بار سلام کرتے تھے۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يسرد الحديث سرد كم۔ [11]"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیان فرمایا کرتے تھے کہ اگر شمار کرنے والا چاہتا تو شمار کر لیتا۔"

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فبأبي هو و امي، ما رأيت معلما قبله ولا بعده احسن تعليما منه، فوالله ما كهرني و لا ضربني و لا شتمني، قال صلى الله عليه وسلم: ان هذه الصلوة لا يصلح فيها شيء من كلام الناس، انما هو التسبيح و التكبير و قرأة القرآن۔[12] "میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر معلم نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ ہی سخت سست کہا، بلکہ فرمایا نماز میں انسانی کلام اچھا نہیں ہے۔ اس میں صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن پڑھنا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم من بعض حجره، فدخل المسجد، فاذا هو بحلقتين احدهما يقرؤن القرآن و يدعون الله و الاخرى يتعلّمون و يعلّمون، فقال النبي صلى الله عليه وسلم كل على خير، هؤلآء يقرءون القرآن و يدعون الله، فان شاء اعطاهم و ان شاء منعهم، و هولاء يتعلّمون و يعلّمون و انما بعثت معلما، فجلس معهم۔ [13] "ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسجد میں دو حلقے دیکھے۔ ایک حلقہ کے لوگ تلاوت و دعا میں مصروف تھے اور دوسرے حلقے کے لوگ تعلیم و تعلم میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تحسین فرمائی اور فرمایا: دونوں بھلائی پر ہیں۔ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں، اگر چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور اگر چاہے تو روک لے، اور یہ لوگ سیکھتے ہیں اور سکھاتے ہیں۔ (پھر آپ یہ فرمایا کہ) : میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، (پھر) حلقہء درس و تعلیم میں جا کر بیٹھ گئے۔"

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد لله الذى جعل من امتى من امرت ان أصبر نفسى معهم۔ [14]

"اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہے جن کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم ہے۔"

---

[10]. البخاری، کتاب العلم، حدیث 95

[11]. سنن ابی داؤد، کتاب العلم، حدیث 3655

[12]. مسلم، کتاب المساجد، حدیث 1199

[13]. ابن ماجہ، باب فضل العلماء والحث الی طلب العلم، حدیث 229

[14]. ابی داود، کتاب العلم،، حدیث 2666

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم حاصل کرنے والوں کو باقاعدہ طور پر ایک حلقہ میں ایک ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد وھم حلق فقال صلی اللہ علیہ وسلم: مالی اراکم عزین.[15]

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے جدا جدا حلقے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے تو لوگ جدا جدا ہو (یعنی ساتھ بیٹھو)۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اقبل ابو طلحة رضی اللہ عنہ یوما فاذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قائم یقری اصحاب الصفة علی بطنه فصیل من حجر یقیم به صلبه من الجوع۔[16]

"ایک دن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اصحاب صفہ کو قیام کی حالت میں قرآن پڑھا رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر کا ٹکڑا باندھا ہوا تھا تاکہ کمر سیدھی ہو جائے۔"

فریضہ تعلیم:

ہر مسلم مبلغ و معلم ہے۔ دعوت و تبلیغ ہر مسلم کا خصوصی وصف ہے جس کی وجہ سے انہیں "خیر الامم" کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ۔[17]

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ کا حکم مانتے ہو"

آیت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امر بالمعروف، فرض عین ہے۔ ایک مقام پر ارشاد ہوا:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.[18]

"تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے منع کرے۔"

ایک مقام پر ارشاد ہوا: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ.[19]

"اور سب ماننے والے تو سفر نہیں کر سکتے اس لیے ہر قبیلے سے ایک گروہ کیوں نہیں آتا کہ وہ دین سیکھے، تاکہ جب وہ لوٹ کر جائیں تو اپنی گروہ کو ڈرائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ برائی سے بچ جائیں۔"

جب اہل صفہ کی شکل میں ایک جماعت بن گئی تو آپ سلام علیہ نے ان کو جو "قراء" کہلاتے تھے۔ دعوتی مہم پر بھیجا۔[20]

---

15. سنن ابی داؤد، کتاب الادب، حدیث 4823

16. الاصفھانی، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1997ء)، ذکر اہل الصفۃ، جلد 1، ص 419

17. القرآن 3: 110

18. القرآن 3 : 104

19. القرآن 9 : 122

ابن المسیب، حضرت ابوہریرہ کی یہ بات نقل کرتے ہیں کہ: یقولون: ان اباھریرۃ قد اکثر، واللہ الموعد ویقولون ما بال المھاجرین و الانصار لا یتحدّثون مثل احادیثہ؟ وسأخبرکم عن ذالك: ان اخوانی من الانصار کان یشغلھم عمل ارضھم و اما اخوانی من المھاجرین کان یشغلھم الصفق بالاسواق و کنت الزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ملء بطنی، فاشھد اذا غابوا و احفظ اذا نسوا۔[21]

"عوام میں یہ مشہور ہے کہ ابوہریرہ کثرت سے روایتیں پیش کرتے ہیں۔ ہمارا اور تمہارا اللہ احتساب کرے گا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انصار و مہاجرین ابوہریرہ کی طرح روایت پیش نہیں کرتے؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ مہاجر بازاروں میں کاروبار کرتے ہیں اور انصار زمینوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ میں مفلس آدمی، اکثر وقت رسول سلام علیک کی بارگاہ میں صرف کرتا تھا، پس جس وقت وہ حاضر نہیں ہوتے میں موجو ہوتا اور جن چیزوں کو وہ بھول جاتے تھے وہ مجھے یاد رہتی۔"

سیدنا عمر بیان کرتے ہیں کہ: کنت انا و جار لی من الانصار فی بنی امیۃ بن زید، وھی من عوالی المدینۃ و کنا نتناوب النزول علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ینزل یوما و انزل یوما، فاذا نزلت جئتہ بخبر ذالك الیوم من الوحی و غیرہ، واذا نزل فعل مثل ذالك۔[22]

"میں اور قبیلہ ابن زید کا ایک انصاری، ہم دونوں باری باری رسول سلام علیہ کی بارگاہ مین حاضر ہوتے تھے، ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں، اس طرح ہم دونوں ایک ایک دن کی وحی کی خبر میں لاتے۔"

نصابِ تعلیم:

مؤمنوں کا نصاب تو حق کی کھلی کتاب قرآن مجید ہی ہے اور رسول مکرم سلام علیہ کی حیاتِ طیبہ اس کا عملی نمونہ ہے۔ عہد نبوی میں قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی۔ قرآن مجید پڑھنا سکھایا جاتا تھا۔ اس کی قرآت پر توجہ دی جاتی تھی۔ طالبِ علم قرآن مجید یاد کرتے تھے۔ نماز پڑھنے کا طریقہ جو کہ اگرچہ تواتر سے چلا آرہا تھا اس کے باوجود بعض لوگ ناآشنا تھے۔ اخلاقیات کی تعلیم دی جاتی تھی برے کاموں سے بچنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ ان سے بیعت لی جاتی تھی کے وہ بڑے کاموں سے بچتے رہیں گے۔

ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ: لما قدم المھاجون الاولون العصبۃ (موضع بقباء) قبل مقدم رسول اللہ کان سالم مولیٰ ابی حذیفۃ یوم المھاجرین الاولین فی مسجد قباء و کان اکثرھم قرآنا۔[23]

---

20. مسلم، کتاب الامارۃ، حدیث 4917

21. بخاری، کتاب العلم، حدیث 118

22. بخاری، کتاب العلم، ، حدیث 89

23. بخاری، کتاب الاذن، حدیث 692

"رسول مکرم سلام علیہ کی تشریف آوری سے قبل مہاجرین اوّلین کی جماعت جب عصبہ آئی، جو مسجد قباء میں ان لوگوں کی امامت ابی حذیفہ کرتے تھے، وہ ان میں قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے۔"

عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ: علّمت ناسا من أهل الصفة القرآن و الكتاب فاهدیٰ الیّ رجل منهم قوسا۔[24]

" میں اہل صفہ میں چند آدمیوں کو قرآنی تعلیم دیتا اور لکھنا بھی سکھاتا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھے نذرانے کے طور پر میں ایک کمان دی تھی۔"

مالک بن الحویرث کو بیس یوم تک تعلیم دینے کے بعد ارشاد فرمایا گیا کہ:

ارجعوا الی أهلیكم فعلّموهم و مروهم و صلوا كما رأیتمونی أصلی، و اذا حضرت الصلوة فلیؤذّن لكم احدكم ثم لیؤمكم اكبر كم۔[25]

"تم اپنے ایک خانہ میں لوٹ جاؤ اور انہیں سکھاؤ اور جس طرح تم نے صلوۃ ادا کرتے دیکھا ہے مجھے اسی طرح انہیں سکھانا۔ اور جب صلوۃ کا وقت ہو جائے تو کوئی ایک نداء کرے، پھر جو بڑا ہو، تعلیم والا ہو وہ امامت کرے۔"

عبد القیس، رسول سلام علیک کے دست مبارک پر بیعت ہوئے تو آپ سلام علیک نے انہیں ادائے خمس، صلوۃ، صوم اور زکوۃ وغیرہ کی تعلیمات دی اور فرمایا: احفظوه و اخبروه من وراء كم۔ [26] یعنی "ان ہیں حفظ کرو اور دوسروں تک پہنچاؤ۔"

قرآن مجید عربی مبین میں نازل ہوا یا یوں کہیے کہ قریش مکہ کی زبان میں نازل ہوا۔ عربی زبان میں پہلے نقطے لگانے کا رواج نہیں تھا۔ لیکن عہد نبوی میں نقطوں کا رواج ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے بقول: عربی میں حروف میں شناخت کرنے کی جو شکل تھی کہ مختلف حروف کے سلسلہ میں ایک نقطہ لگا کر "ب" بنائیں اور اسی حروف پر ایک نقطہ اوپر لگا کر "ن" بنائیں۔ بغدادی وغیرہ کے بیان سے وضاحت ہوتی ہے کہ غالباً اس کوتاہی کو دور کرنے کا کام رسول سلام علیک نے بھی فرمایا تھا۔ سیدنا معاویہ نے ایک کاتب کو بلایا اور فرمایا کہ میں تمہیں لکھواتا ہوں، اسے لکھو اور رقش کرو، عیان کہتا ہے کہ "رقش" کیا چیز ہے؟ وہ مسکرا کے کہتے ہیں کہ میں ایک دن مدینہ منورہ میں تھا۔ رسول سلام علیہ نے کتابت کے لیے مجھے بلایا اور کہا کہ لکھو اور رقش کرو۔ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول سلام علیک "رقش" کیا ہے؟ آپ کے الفاظ یہ تھے، کہ جہاں ضرورت ہو حروف پر نقطے لگاؤ۔ یہ روایت جو کئی کتابوں میں ہے، لگتا ہے کہ نقطے لگا کر حروف میں امتیاز پیدا کرنا بہت بعد کی بات نہیں بلکہ عہد رسالت میں اس کا رواج تھا۔ [27] تعلیمِ قرآن اور فن کتابت کے علاوہ رسول ﷺ نے فائدہ مند علوم و فنون کے سیکھنے کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ درست تلفظ کی ادائیگی کی تلقین فرمائی۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ:

---

[24]. سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، حدیث 3416

[25]. بخاری، کتاب الادب، حدیث 6008

[26]. بخاری، کتاب العلم، حدیث 87

[27]. محمد حمید اللہ، اسلامی ریاست، (لاہور، فیصل ناشران و تاجرانِ کتب، جنوری) ص 114-115

وعن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "اقرؤوا القرآن بلحون العرب وأصواتها وإياكم ولحون أهل العشق ولحون أهل الكتابين وسيجي بعدي قوم يرجعون بالقرآن ترجع الغناء والنوح لا يجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شأنهم". رواه البيهقي في شعب الإيمان۔[28]

"حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم قرآن کریم اہل عرب کی طرح اور ان کی آوازوں کے مطابق پڑھو اہل عشق اور اہل کتاب کے طریق کے مطابق پڑھنے سے بچو میرے بعد ایک جماعت پیدا ہو گی جس کے افراد راگ اور نوحہ کی طرح آواز بنا کر قرآن پڑھیں گے۔ ان کا حال یہ ہو گا کہ قرآن ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا ان کی قرأت سن کر خوش ہونے والوں کے قلوب فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔"

مختلف زبانیں سیکھنے کی بھی ہدایت کی۔ اصحاب کو عبرانی زبان سیکھنے اور تورات کا علم حاصل کرنے پر متوجہ کیا۔ حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ: قال امرني رسول الله ان تعلم السريانية۔ [29]" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔"

اسی طرح فارسی زبان کے حوالے سے بھی شواہد ملتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نے تراجم قرآن کے حوالے سے لکھا ہے کہ " سب سے پہلے حضرت سلمان فارسی (م 653ء) نے فارسی زبان میں سورۃ فاتحہ کا ترجمہ کر کے حضور سلام علیہ کی خدمت میں ملاحظے کے لیے پیش کیا۔ پھر فارسی دان قوم میں بھیج دیا گیا۔" [30]

خلاصہ:

الغرض خلاصہ یہ ہے کہ اسلام نے سب سے زیادہ اہمیت علم کو دی ہے۔ اسلام نے تعلیم کا ایک منفرد تصور پیش کیا۔ ایک جانب تو تعلیم کو بنیادی ضرورت قرار دیتا ہے تو دوسری جانب اس کو ایک دینی فریضہ قرار دیتا ہے۔ اسلامی اصول یہ کہ جو چیز سب پر واجب ہو، اس کے فراہم کرنے کی ذمہ داری ہر شخص، معاشرے اور ریاستی عناصر پر عائد ہوتی ہے۔ اسلام نے انسانی حیات کے دوسرے مسائل کی طرح تعلیم کا بھی ایک مکمل نظام مہیا کیا ہے۔ اسلام میں تعلیم کا مقصد معرفت الٰہی اور نازل ہونے والی وحی کے مطابق انسانی کردار کی تشکیل ہے۔ اسلامی نصاب، قرآنی وحی پر مشتمل ہے۔ قرآن نے ایک مکمل دستورِ حیات دیا ہے اور وہ زندگی کے ہر معاملے میں انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے اور آپ سلام علیہ کی حیات طیبہ اس کا ایک مکمل عملی نمونہ پیش کرتی ہے۔ اسلام کا نظام تعلیم روحانی و اخلاقی تعلیمات پر مبنی ہے۔ جس کے مکمل عملی نفاذ کی اشد ضرورت ہے تاکہ انسان دنیا کو بداخلاقی، تباہی اور پستی سے نکل کر اوج ثریا پر مقیم ہوں اور اپنی ضیاء پاشیوں سے دنیا کو روشن کر کے جہالت کے اندھیروں کو مٹا سکیں۔

---

28. مشکوۃ شریف، فضائل قرآن کا بیان، جلد 2 حدیث 724

29. ترمذی،، کتاب الاستئذان (مکتبہ رحمانیہ، لاہور، سن ندارد)، حدیث 2715، ص 615

30. مسعود احمد، معارف القرآن، تقدیم (لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اپریل 2000ء)، ص 5

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)